انتساب

مرحومہ قمر جہاں شہناز

کے نام!

انہیں راستوں نے جن پر کبھی تم تھے ساتھ میرے
مجھے روک روک پوچھا، ترا ہمسفر کہاں ہے

www.HallaGulla.com
Virtual Home
for Real People

آسمان

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
1	خدا ہم کو ایسی خدائی نہ دے	6
2	سر سے پا تک وہ گلابوں کا شجر لگتا ہے	6-7
3	محبتوں میں دکھاوے کی دوستی نہ ملا	8
4	لوگ ٹوٹ جاتے ہیں ایک گھر بنانے میں	8-9
5	ہمارے ہاتھوں میں اک شکل چاند جیسی	9
6	میں خزاں کی دھوپ کا آئینہ	9-10
7	ہر اک چراغ کی لو ایسی سوئی سوئی تھی	10
8	دل کی دہلیز پہ یادوں کے دیئے رکھے ہیں	10-11
9	ٹوٹے ہوئے ستارے کے سب تار کس گئے	11-12
10	اگر یقین نہیں آتا تو آزمائے مجھے	12
11	کوئی حل نہ کوئی جواب ہے	12-13
12	دُلہن بنی ہے رات بڑے اہتمام سے	13-14
13	وہ گنہگار مرے حق میں دعا کر دیتا	14
14	وہ انتظار کی چوکھٹ پہ سو گیا ہوگا	14-15
15	کون آیا رستے آئینہ خانے ہو گئے	15-16
16	وہ بُجھے گھروں کا چراغ تھا	16
17	عظمتیں سب تری خدائی کی	17
18	خاندانی رشتوں میں اکثر رقابت ہے بہت	17-18
19	تیر نظروں کے تو پلکوں کی کماں رکھے ہیں	18-19
20	یہ زمیں سوئی تھی نیند میں یہاں لا کے مجھ کو	19
21	کتنی پیڑ دھوپ کے پیڑ تھے تری رحمتوں سے	19-20
22	میں کب تنہا ہوا تھا، یاد ہوگا	20-21

23	مری زباں پہ نئے ذائقوں کے پھل لکھ دے	21
24	دروازے کی راکھ بھی گھر ہے	21-22
25	اپنی کھوئی ہوئی جنتیں پا گئے زیست کے راستے	22
26	میں تم کو بھول بھی سکتا ہوں اس جہاں کے لیے	23
27	بے خبر کرسیاں آنکھ ملتی رہیں	23-24
28	مُسکراتے رہے غم چھپاتے رہے	24-25
29	سر جھکاؤ گے تو پتھر دیوتا ہو جائے گا	25
30	غزلوں کا ہُنر اپنی آنکھوں کو سکھائیں گے	25-26
31	چاند کے چاروں طرف میلی ردائیں ساتھ ہیں	26-27
32	میں اداس رستہ ہوں شام	27
33	میں غزل کہوں، میں غزل پڑھوں	27-29
34	ایسا نغمہ ہے جس میں صدا تک نہیں	29-30
35	روشنی کے مقدر میں نیندیں کہاں	30-31
36	ادب کی حد میں ہوں بے ادب نہیں ہوتا	31
37	تیرا ہاتھ میرے کاندھے پر دریا بہتا جاتا ہے	31-32
38	میری یادوں کی اک اک گلی سو گئی	32-33
39	اُڑتے بادل بزرگوں کی شفقت بنے	33-34
40	میرے سینے پہ وہ سر رکھے ہوئے سوتا رہا	34-35
41	خون پتوں پہ جما ہو کیسے	35
42	تم نے بھی کم نصیب پہ کچھ کم نگاہ کی	35-36
43	ماٹی کی کچی گاگر کو کیا کھونا کیا پانا بابا	36-37
44	بے تاب ہے رنگت کے لیے پیار کی خُوشبو	37-38
45	یاد کسی کی چاند بن کر کوٹھے کوٹھے	38-39
46	یہ اُداسی، دُھواں چاندنی چوک میں	39-40

http://www.hallagulla.com/urdu/

47	نہ جانے کتنے تارے تھرتھرا کے ٹوٹ	40
48	ہم بکھرتے ہیں تیرگی کی طرح	40-41
49	چاند سورج کے آنے جانے سے کچھ	41-42
50	بزمِ آزمائش ہے لوگ اپنے شعروں میں	42
51	نِکل آئے اِدھر جناب کہاں	42-43
52	نظر سے گفتگو، خاموش لب، تمہاری طرح	43-44
53	سَادہ ورق پہ اُبھرے گا شاید قلم کا چاند	44-45
54	دل شکستہ کوئی ہم جیسا یہاں دفن ہے کیا	45-46
55	پیار کی نئی دستک دل پہ پھر سُنائی دی	46-47
56	پچھلی رات کی نرم چاندنی شبنم کی خنکی	47-48
57	سردیوں کی راتوں میں اپنے گاؤں میں	48-49
58	شاید میرے آنسو سے اس کا کوئی رشتہ ہے	49
59	اپنا چاند میں ڈھونڈ رہا ہوں تیرے چاند ستاروں میں	49-50
60	وہ پھول تیرے ہونٹوں کے چھُونے سے جو کھلا	50-51
61	سر درد جیسے نیند کے سینے پہ سو گیا	51
62	نہ جی بھر کے دیکھا نہ کچھ بات کی	51-52
63	مری نظر میں خاک، تیرے آئینے پہ گرد ہے	52-53
64	رات سے جی ہے بہت سوگوار بہت	53-54
65	قدم سے آگے آگے چل رہی ہے	54-55
66	جب تک نگارِ دشت کا سینہ دُکھا نہ تھا	55-56
67	موجۂ گل کے پیچھے پڑ کر کیوں دیوانی ہوئی ہے مٹی	56-57
68	میرے بستر پہ سو رہا ہے کوئی	57-58
69	مری غزل کی طرح اس کی بھی حکومت ہے	58
70	کوئی ہاتھ نہیں خالی ہے	58-59

71	ذرّوں میں کنمناتی ہوئی کائنات ہوں	59-60
72	اب ہوئی داستاں رقم بابا	60
73	تاروں بھری پلکوں کی برسائی ہوئی غزلیں	60-61
74	ہر جنم میں اسی کی چاہت تھے	61
75	ریت بھری ہے ان آنکھوں میں	61-62
76	لہروں میں ڈوبتے رہے دریا نہیں ملا	62-63
77	سرکش پہاڑیوں میں جھرنوں کا بانکپن ہے	63-64
78	بے تحاشا سی لااُبالی ہنسی	64-65
79	رات اک خواب ہم نے دیکھا ہے	65-66
80	آج دریا، چڑھا چڑھا سا ہے	66
81	پھول برسے کہیں شبنم کہیں گوہر برسے	66-67
82	اگر تلاش کروں کوئی مل ہی جائے گا	67
83	خواہشیں جیسے افریقہ کی بیٹیاں،	68
84	کہیں چاندراہوں میں کھو گیا، کہیں	68-69
85	مری زندگی بھی مری نہیں، یہ ہزار	69-70
86	پکّے گیہوں کی خوشبو چیختی ہے	70
87	اب تیرے میرے بیچ ذرا فاصلہ بھی ہو	70-71
88	وہی تاج ہے، وہی تخت ہے	71-72
89	کبھی تو شام ڈھلے اپنے گھر گئے ہوتے	72
90	کہیں پلکیں اوس سے دھو گئی کہیں	72-73
91	محفل میکشاں کوچہ دلبراں	73
92	پہلا سا وہ زور نہیں ہے میرے دُکھ کی صداؤں میں	73-74
93	رات کی راہ تاروں کی کماں روشن ہے	74

حمد و نعتؐ

خدا ہم کو ایسی خدائی نہ دے
کہ اپنے سوا کچھ دکھائی نہ دے

مجھے ایسی جنّت نہیں چاہیئے
جہاں سے مدینہ دکھائی نہ دے

مُجھے اپنی چادر میں یوں ڈھانپ لو
زمیں آسمان کچھ دکھائی نہ دے

میں اشکوں سے نامِ مُحمّدؐ لکھوں
قلم چھین لے، روشنائی نہ دے

غُلامی کو برکت سمجھنے لگیں
اسیروں کو ایسی رہائی نہ دے

خُدا ایسے احساس کا نام ہے
رہے سامنے اور دکھائی نہ دے

☆☆☆☆

سر سے پا تک وہ گلابوں کا شجر لگتا ہے
باوضو ہو کے بھی چھُوتے ہُوئے ڈر لگتا ہے

میں ترے ساتھ ستاروں سے گذر سکتا ہوں
کتنا آساں محبت کا سفر لگتا ہے

مُجھ میں رہتا ہے کوئی دشمن جانی میرا
خود سے تنہائی میں ملتے ہوئے ڈر لگتا ہے

بُت بھی رکھے ہیں، نمازیں بھی ادا ہوتی ہیں
دل مرا دل نہیں، اللہ کا گھر لگتا ہے

زندگی تو نے مُجھے قبر سے کم دی زمیں
پاؤں پھیلاؤں تو دیوار میں سر لگتا ہے

☆☆☆☆

مُحبتوں میں دکھاوے کی دوستی نہ ملا
اگر گلے نہیں مِلتا تو ہاتھ بھی نہ ملا

گھروں پہ نام تھے ناموں کے ساتھ عہدے تھے
بہت تلاش کیا کوئی آدمی نہ ملا

تمام رشتوں کو میں گھر پہ چھوڑ آیا تھا
پھر اس کے بعد مجھے کوئی اجنبی نہ ملا

خدا کی اتنی بڑی کائنات میں، میں نے
بس ایک شخص کو مانگا مجھے وہی نہ ملا

بہت عجیب ہے یہ قربتوں کی دُوری بھی
وہ میرے ساتھ رہا اور مجھے کبھی نہ ملا

☆☆☆☆

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

لوگ ٹوٹ جاتے ہیں ایک گھر بنانے میں
تم ترس نہیں کھاتے بستیاں جلانے میں

اور جام ٹوٹیں گے اس شراب خانے میں
موسموں کے آنے میں موسموں کے جانے میں

ہر دھڑکتے پتھر کو لوگ دل سمجھتے ہیں
عمریں بیت جاتی ہیں دل کو دل بنانے میں

فاختہ کی مجبوری یہ بھی کہہ نہیں سکتی
کون سانپ رکھتا ہے اس کے آشیانے میں

دوسری کوئی لڑکی زندگی میں آئے گی
کتنی دیر لگتی ہے اُس کو بھول جانے میں

☆☆☆☆

ہمارے ہاتھوں میں اِک شکل چاند جیسی تھی
تمہیں یہ کیسے بتائیں وہ رات کیسی تھی

مہک رہے تھے مرے ہونٹ اس کی خوشبو سے
عجیب آگ تھی بالکل گُلاب جیسی تھی

اسی میں سب تھے مری ماں، بہن بھی، بیوی بھی
سمجھ رہا تھا جسے میں وہ ایسی ویسی تھی

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

تمہارے گھر کے سبھی راستوں کو کاٹ گئی
ہمارے ہاتھ میں کوئی لکیر ایسی تھی

☆☆☆☆

میں خزاں کی دُھوپ کا آئینہ کہ میں ایک ہو کے ہزار ہوں
کہیں آنسوؤں کا ہوں قافلہ، کہیں جگنوؤں کی قطار ہوں

کوئی تارہ ٹوٹ کے گر گیا کوئی چاند چھت سے اُتر گیا
کسی آسمان کی چال سے جو بکھر گیا وہی ہار ہوں

وہی سوُکھے سوُکھے سے پیڑ ہیں وہی اُجڑی اُجڑی سی ٹہنیاں
کوئی پھول جس پہ کھلا نہیں میں غموں کی ایسی بہار ہوں

مجھے کیوں بُلاتے ہیں پیار سے یہ چہکتے پنچھی منڈیر سے
میں خموشی کا درد ہوں میں اُداس چاند کا پیار ہوں

میں وہ شعر ہوں جسے آج تک نہ کہا گیا نہ سُنا گیا
جسے اُنگلیوں نے چھوا نہیں وہی بدنصیب ستار ہوں

☆☆☆☆

ہر اِک چراغ کی لَو ایسی سوئی سوئی تھی
وہ شام جیسے کسی سے بچھڑ کے روئی تھی

نہا گیا تھا میں کل جگنوؤں کی بارش میں
وہ میرے کاندھے پہ سر رکھ کے خُوب روئی تھی

قدم قدم پہ لُہو کے نشان کیسے ہیں
یہ سرزمیں تو مرے آنسوؤں نے دُھوئی تھی

مکان کے ساتھ وہ پودا بھی جل گیا جس میں
مہکتے پھُول تھے پھولوں میں ایک تتلی تھی

خود اُس کے باپ نے پہچان کر نہ پہچانا
وہ لڑکی پچھلے فسادات میں جو کھوئی تھی

☆☆☆☆

دل کی دہلیز پہ یادوں کے دیئے رکھے ہیں
آج تک ہم نے یہ دروازے کُھلے رکھے ہیں

اس کہانی کے وہ کردار کہاں سے لاؤں
وہی دریا ہے وہی کچّے گھڑے رکھّے ہیں

ہم پہ جو گزری نہ بتایا نہ بتائیں گے کبھی
کتنے خط اب بھی ترے لکھے ہیں

آپ کے پاس خریداری کی قوّت ہے اگر
آج سب لوگ دکانوں میں سجے رکھے ہیں

☆☆☆☆

ٹوٹے ہُوئے ستار کے سب تار کس گئے
بارش ہوئی کہ درد کے نغمے برس گئے

کیسی سیاہ رات تھی دہلیز پر کھڑی
وہ مسکرا دیئے تو اُجالے برس گئے

شادابیوں کے دَور کا انجام یہ ہوا
اب کے تو بوند بوند کو دریا ترس گئے

اب خاک اُڑ رہی ہے گلابوں کے شہر میں
وہ لُو چلی ہے اب کے پتھر جھلس گئے

گھر سے خلوص کیا گیا سب کُچھ چلا گیا
باتوں میں رس نہیں رہا ہاتھوں کے جبس گئے

عالم میں انتخاب تھے کُچھ شہر میں
کوئی تو کُچھ بتائے کہاں جا کے بَس گئے

☆☆☆☆

اگر یقین نہیں آتا تو آزمائے مُجھے
وہ آئینہ ہے تو پھر آئینہ دکھائے مُجھے

عجب چراغ ہوں دن رات جلتا رہتا ہوں
میں تھک گیا ہوں ہوا سے کہو بُجھائے مُجھے

میں جس کی آنکھ کا آنسو تھا اُس نے قدر نہ کی
بکھر گیا ہوں تو اب ریت سے اُٹھائے مجھے

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

بہت دنوں سے میں ان پتھّروں میں پتھّر ہوں
کوئی تو آئے ذرا دیر کو رُلائے مجھے

میں چاہتا ہوں کہ تم ہی مُجھے اجازت دو
تمہاری طرح سے کوئی گلے لگائے مُجھے

☆☆☆☆

کوئی حل نہ کوئی جواب ہے یہ سوال کیسا سوال ہے
جسے بُھول جانے کا حکم ہے اسے بھول جانا محال ہے

ہوئیں زرد پھُولوں کی بستیاں مگر اس میں خطا کہاں
تجھے لوگ دل سے دُعائیں دیں یہی تیرے فن کا کمال ہے

کبھی آسماں کی بلندیوں سے اُتر کے خاک پہ آئیں گے
ابھی پنچھیوں کو خبر نہیں یہ زمین والوں کا جال ہے

اسی نیم کے پیڑ کی اُوٹ میں ابھی چاند ہار کے سو گیا
تیرے پاک ہونٹوں کو چُوم لے یہ کہاں کسی کی مجال ہے

اسی ایک بسترِ بے حسی پہ تھکے تھکے سے بدن ہے
تیرے ساتھ بھی وہی بے دلی یہ وصال کیسا وصال ہے

☆☆☆☆

دُلہن بنی ہے رات بڑے اہتمام سے
آنسو سجا رہی ہے ستاروں کے نام سے

سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے
نیند آ گئی ہے آج ستاروں کو شام سے

اُن سے ضرور ملنا سلیقے کے لوگ ہیں
سر بھی قلم کرے گے بڑے اہتمام سے

کتنا بدل گیا ہوں میں دُنیا کے واسطے
آواز دے رہی ہے مجھے تیرے نام سے

☆☆☆☆

وہ گنہگار مرے حق میں دُعا کر دیتا
میرے سُوکھے ہوئے جنگل کو ہرا کر دیتا

کاش وہ آتا میرے ماتھے کے بوسے لیتا
میں ہوں بیمار میرے حق میں دُعا کر دیتا

یُوں بھی تبدیل بہاروں میں خزاں ہو جاتی
اپنے دامن سے وہ چہرے پہ ہوا کر دیتا

یہ جو بے عیب ہیں تا عمر ترستے رہتے
مجھ کو ایسی کوئی تا عمر سزا کر دیتا

مُنہ چھُپا لیتا، یہ سورج بھی کسی دامن میں
ایسے لہرا کے وہ زلفوں کی گھٹا کر دیتا

http://www.hallagulla.com/urdu/

یہ کوئی غم ہے کہ آسائش دنیا کم ہے
بے نیازی میں مجھے حد سے سِوا کر دیتا

ایک مدّت سے یہ ہمراہ رہا کرتی ہیں
رنجشیں کوئی میرے دل سے جُدا کر دیتا

☆☆☆☆

وہ انتظار کی چوکھٹ پہ سو گیا ہوگا
کسی سے وقت تو پوچھیں کہ کیا بجا ہوگا

میں ہنس رہا ہوں لطیفوں کی شعری محفل میں
وہ میری آنکھوں سے اس وقت رو رہا ہوگا

یہ پتھروں کی کی طرح کیوں اُداس رہتا ہے
مجھے یقین ہے دل اس کا آئینہ ہوگا

میں اس خیال سے اُس کے قریب آیا تھا
کہ دوسروں کی طرح وہ بھی بے وفا ہوگا

☆☆☆☆

کون آیا راستے آئینہ خانے ہو گئے
رات روشن ہو گئی دن بھی سُہانے ہو گئے

کیوں حویلی کے اُجڑنے کا مجھے افسوس ہو
سینکڑوں بے گھر پرندوں کے ٹھکانے ہو گئے

جاؤ اِن کمروں کے آئینے اٹھا کر پھینک دو
بے ادب یہ کہہ رہے ہیں ہم پُرانے ہو گئے

یہ بھی ممکن ہے کہ میں نے اس کو پہچانا نہ ہو
اب اسے دیکھے ہوئے کتنے زمانے ہو گئے

میری پلکوں پر یہ آنسو پیار کی توہین تھے
اِس کی آنکھوں سے گرِے موتی کے دانے ہو گئے

☆☆☆☆

وہ بُجھے گھروں کا چراغ تھا یہ کبھی کسی کو خبر نہ ہو
اُسے لے گئی ہے کہاں ہوا، یہ کبھی کسی کو خبر نہ ہو

کئی لوگ جان سے جائیں گے مرے قاتلوں کی تلاش میں
مرے قتل میں مرا ہاتھ تھا، یہ کبھی کسی کو خبر نہ ہو

وہ تمام دُنیا کے واسطے جو محبّتوں کی مثال تھا
وہی اپنے گھر میں تھا بے وفا، یہ کبھی کسی کو خبر نہ ہو

کہیں مسجدوں میں شہادتیں کہیں مندروں میں عدالتیں
یہاں کون کرتا ہے فیصلہ یہ کبھی کسی کو خبر نہ ہوں

مرے پاس جتنی ہے روشنی یہی چراغ کی زندگی
میں کہاں جلا، میں کہاں بُجھا، یہ کبھی کسی کو خبر نہ ہو

http://www.hallagulla.com/urdu/

مُجھے جان کر کوئی اجنبی وہ دِکھا رہے ہیں گلی گلی
اسی شہر میں مرا گھر بھی تھا، یہ کبھی کسی کو خبر نہ ہو

وہ سمجھ کے دُھوپ کے دیوتا مجھے آج پُوجنے آئے ہیں
میں چراغ ہوں تری شام کا، یہ کبھی کسی کو خبر نہ ہو

☆☆☆☆

عظمتیں سب تری خُدائی کی
حیثیت کیا مری اِکائی کی

میرے ہونٹوں کے پھُول سُوکھ گئے
تم نے کیا مُجھ سے بے وفائی کی

سب مرِے ہاتھ پاؤں لفظوں کے
اور آنکھیں بھی روشنائی کی

میں ہی مُلزم ہوں میں ہی مُنصف ہوں
کوئی صورت نہیں رہائی کی

اِک برس زندگی کا بیت گیا
تہہ جمی ایک اور کائی کی

اب ترستے رہو غزل کے لئے
تم نے لفظوں سے بے وفائی کی

☆☆☆☆

http://www.hallagulla.com/urdu/

خاندانی رشتوں میں اکثر رقابت ہے بہت
گھر سے نکلو تو یہ دُنیا خوبصورت ہے بہت

اپنے کالج میں بہت مغرور جو مشہور رہے
دل مرا کہتا ہے اس لڑکی میں چاہت ہے بہت

اُن کے چہرے چاند تاروں کی طرح روشن رہے
جن غریبوں کے یہاں حُسنِ قناعت ہے بہت

ہم سے ہو سکتی نہیں دُنیا کی دُنیاداریاں
عشق کی دیوار کے سائے میں راحت ہے بہت

دُھوپ کی چادر مِرے سُورج سے کہنا بھیج دے
غُربتوں کا دور ہے جاڑوں کی شدّت ہے بہت

اُن اندھیروں میں جہاں سہمی ہوتی تھی زمیں
رات سے تنہا لڑا جگنو میں ہمّت ہے بہت

☆☆☆☆

یہ زمین سوئی تھی نیند میں یہاں لا کے مُجھ کو بسا گئے
وہ چمکتی دُھوپ کی شال پر مرے دل کے پھول سجا گئے

کسی رات برف کی اَوٹ سے نئی آگ لے کے وہ آئیں گے
اگر آج دُھوپ کی گود میں وہ گلاب اپنے سُلا گئے

کئی لوگ آگ کے پھول ہیں ذرا دُور رہوں تو چمن چمن
جہاں مُسکرا کے گلے لگے دل و جاں میں آگ لگا گئے

یہ ہنسی بھی کوئی نقاب ہے جہاں چاہا ہم نے گرا لیا
کبھی اُس کا درد چھُپا گئے کبھی اپنا درد چھُپا گئے

وہاں سات چولہے، انگیٹھیاں بُجھے مرد عورتیں بچّیاں
جہاں شام آئی تو سات گھر اسی ایک گھر میں سما گئے

مرے دائیں ہاتھ کی انگلیاں تو اندھیری رات کی شمعیں ہیں
یہ بدن تمام ہے موم کا وہ اسی لئے تو جلا گئے

کئی راج محلوں کے راجگاں لئے ساتھ میووں کی برفیاں
کبھی آج تک جو بنی نہیں اسی مُورتی پہ چڑھا گئے

ابھی رات پُھولوں کی کار میں یہاں ایک آئے تھے پیر جی
ہمیں بعد مرگ ملے گا کیا وہ تمام نقشے دِکھا گئے

☆☆☆☆

تیر نظروں کے تو پلکوں کی کماں رکھے ہیں
اُن کی کیا بات ہے پھُولوں کی زباں رکھے ہیں

ہم تو آنکھوں میں سَنورتے ہیں سنوریں گے
ہم نہیں جانتے آئینے کہاں رکھے ہیں

اپنے قاتل بھی اسی روز سے شرمندہ ہیں
ہم بھی خاموش بہت اپنی زباں رکھے ہیں

دل کبھی ریت کا ساحل نہیں ہونے دیتے
ہم نے محفوظ وہ قدموں کے نشاں رکھے ہیں

جن پہ تحریر ہے بچپن کی محبت اپنی
اب مرے گھر کے وہ دروازے کہاں رکھے ہیں

☆☆☆☆

کئی پیڑ دھوپ کے پیڑ تھے تری رحمتوں سے ہرے رہے
مرے نام آگ کے پھول تھے مری جھولیوں میں بھرے رہے

کہیں مال و زر کے وزیر تھے کہیں علم و فن کے امیر تھے
بولے ہم بھی ایسے فقیر تھے جو ہمیشہ ان سے پرے رہے

مرے دل میں درد کے پیڑ ہیں یہاں کوئی خوفِ خزاں نہیں
یہ درخت کتنے عجیب تھے سبھی موسموں میں ہرے رہے

وہ کلام جن سے چھتیں اُڑیں وہیں شامیانوں میں دفن ہیں
ترے شعر دل میں اُتر گئے جو کھرے تھے سکّے کھرے رہے

☆☆☆☆

میں کب تنہا ہوا تھا، یاد ہوگا
تمھارا فیصلہ تھا، یاد ہوگا

بہت سے اُجلے اُجلے پُھول لے کر
کوئی تم سے ملا تھا، یاد ہوگا

بچھی تھی ہر طرف آنکھیں ہی آنکھیں
کوئی آنسو گرا تھا، یاد ہوگا

اُداسی اور بڑھتی جا رہی تھی
وہ چہرہ بُجھ رہا تھا، یاد ہوگا

وہ خط پاگل ہوا آنچلوں پر
کِسے تم نے لکھا تھا، یاد ہوگا

☆☆☆☆

مِری زباں پہ نئے ذائقوں کے پھل لکھ دے
مرے خدا تو مِرے نام اِک غزل لکھ دے

میں چاہتا ہوں یہ دُنیا، وہ چاہتا ہے مُجھے
یہ مسئلہ بڑا نازک ہے کوئی حل، لِکھ دے

یہ آج جس کا ہے اُس نام کو مُبارک ہو
مری جبیں پہ مرے آنسوؤں سے کل لِکھ دے

ہوا کی طرح میں بیتاب ہوں کہ شاخِ گلاب
جو ریگزاروں پہ تالاب کے کنول لکھ دے

میں ایک لمحے میں دُنیا سمیٹ سکتا ہوں
تو کب ملے گا اکیلے میں ایک پَل لکھ دے

☆☆☆☆

دروازے کی راکھ بھی گھر ہے مُٹھی میں یہ گھر رکھنا
دل ایک پاکیزہ چادر ہے سر پر یہ چادر رکھنا

جلی ہوئی ٹوٹی دیواریں میرے زخمی کاندھے ہیں
چاندنی رات میں چُھپ کر آنا اِن پر اپنا سر رکھنا

جس کاغذ پر حال لکھوں گا وہ کاغذ جل جائے گا
تتلی پر تیزاب چھڑکنا پُھولوں پر خنجر رکھنا

صندل اور سیندور سے مانگ سدا رہے تاروں کی لڑی
رہے کلائی یونہی کھنکتی، مالک یہ زیور رکھنا

اِس دھرتی سے پیار کیا تھا، پیار کیا ہے پیار کروں گا
میں جب جاؤں مرے تن پر ماٹی کی چادر رکھنا

☆☆☆☆

اپنی کھوئی ہوئی جنّتیں پا گئے زیست کے راستے بھُولتے بھُولتے
موت کی وادیوں میں کہیں کھو گئے تیری آواز کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے

مست و سرشار تھے کوئی ٹھوکر لگی آسماں سے زمیں پر یوں ہم آ گئے
شاخ سے پھُول جیسے کوئی گر پڑے رقص آواز پر جھُومتے جھُومتے

کوئی پتھر نہیں ہوں کہ جس شکل میں مجھ کو چاہو بنا یا بگاڑا کرو
بھُول جانے کی کوشش تو کی تھی مگر یاد تم آ گئے بھُولتے بھُولتے

آنکھیں آنسو بھری، پلکیں بوجھل گھنی جیسے جھیلیں بھی ہوں نرم سائے بھی ہوں
وہ تو کہیئے اُنہیں کچھ ہنسی آ گئی، بچ گئے آج ہم ڈُوبتے ڈُوبتے

اب وہ گیسو نہیں جو سایہ کرے اب وہ شانے نہیں جو سہارا بنیں
موت کے بازُو تم ہی آ گئے بڑھو تھک گئے آج ہم گھُومتے گھُومتے

دِل میں جو تیر ہیں اپنے ہی تیر ہیں، اپنی زنجیر سے پا بہ زنجیر ہیں
سنگریزوں کو ہم نے خُدا کر دیا، آخرش، رات دن پُوجتے پُوجتے

☆☆☆☆

میں تم کو بھُول بھی سکتا ہوں اِس جہاں کے لئے
ذرا سا جھُوٹ ضروری ہے داستاں کے لئے

مرے لبوں پہ کوئی بوند ٹپکی آنسو کی
یہ قطرہ کافی تھا جلتے ہوئے مکاں کے لئے

میں کیا دکھاؤں مرے تار تار دامن میں
نہ کچھ یہاں کے لئے ہے نہ کچھ وہاں کے لئے

غزل بھی اس طرح اِس کے حضور لایا ہُوں
کہ جیسے بچّہ کوئی آئے امتحان کے لئے

☆☆☆☆

بے خبر کرسیاں آنکھ ملتی رہیں
بستیاں بے گناہوں کی جلتی رہیں

آدمیت، محبّت، شرافت، وفا
ناگنیں آستینوں میں پلتی رہیں

دو بدن جتنے نزدیک ہوتے گئے
قربتیں فاصلوں میں بدلتی رہیں

جب مری زندگی میں اندھیرا ہوا
مرے چاروں طرف شمعیں جلتی رہیں

زہر پانی بنا مچھلیوں کے لئے
پنچھیوں کو ہوائیں ملتی رہیں

زندگی تیری نازک بدن لڑکیاں
آگ کی شاہراہوں پہ چلتی رہیں

☆☆☆☆

مُسکراتے رہے غم چھُپاتے رہے، محفلوں محفلوں گنگناتے رہے
موت کے تیرہ و تار شمشان میں، زندگی کے کنول جگمگاتے رہے

غزلیں کھلا گئیں، نظمیں مرُجھا گئیں، گیت سنولا گئے، ساز چُپ ہو گئے
پھر بھی اہلِ چمن کتنے خوش طبع تھے، نغمۂ فصلِ گُل گنگناتے رہے

تیری سانسوں کی خوشبو، لبوں کی مہک جانے کیسے ہوائیں اُڑا لائی تھیں
رات کا ہر قدم کچھ بہکتا رہا، وقت کے پاؤں بھی ڈگمگاتے رہے

جیسے کشمیری جھیلوں کی آغوش میں ننھے ننھے ستارے اُتر آئے ہوں
رات اُن نیلی آنکھوں میں کچھ ایسے ہی آنسوؤں کے دیئے جھلملاتے رہے

شاہدِ زندگی تو نے بھولے سے بھی ہم غریبوں کی جانب نہ دیکھا کبھی
اور ہم تو تری عظمتوں کے لئے سر کٹاتے رہے جاں گنواتے رہیں

ترے لب کی مہک میرے بازو کا بل تیری آنکھوں کا رس میرے ہاتھوں کا حَبس
سالہا سال سے جنسِ بازار ہیں صاحبِ نقد بولی لگاتے رہے

رات موسم بہت فتنہ انگیز تھا، اِس پہ یادوں کی زُلفیں بھی لہرا گئیں
دیر تک دِل سے تیری ہی باتیں رہیں بھولی بسری کہانی سُناتے رہے

☆☆☆☆

سر جھکاؤ گے تو پتّھر دیوتا ہو جائے گا
اتنا مت چاہو اسے وہ بیوفا ہو جائے گا

ہم بھی دریا ہیں ہمیں اپنا ہُنر معلوم ہے
جس طرف بھی چل پڑیں گے راستہ ہو جائے گا

کتنی سچائی سے مُجھ سے زندگی نے کہہ دیا
تو نہیں میرا تو کوئی دُوسرا ہو جائے گا

میں خُدا کا نام لے کر پی رہا ہوں دوستو
زہر بھی اِس میں اگر ہوگا، دوا ہو جائے گا

سب اُسی کے ہیں ہوا، خوشبو، زمین و آسماں
میں جہاں بھی جاؤں گا اِس کو پتہ ہو جائے گا

☆☆☆☆

غزلوں کا ہُنر اپنی آنکھوں کو سکھائیں گے
روئیں گے بُہت لیکن آنسو نہیں گے

کہہ دینا سمندر سے ہم اُوس کے موتی ہیں
دریا کی طرح تُجھ سے ملنے نہیں آئیں گے

وہ دُھوپ کے چھپّر ہوں یا چھاؤں کی دیواریں
اب جو بھی اُٹھائیں گے مِل جُل کے اُٹھائیں گے

جب ساتھ نہ دے کوئی آواز ہمیں دینا
ہم پھول سہی لیکن پتّھر بھی اُٹھائیں گے

☆☆☆☆

چاند کے چاروں طرف میلی رِدائیں ساتھ ہیں
خاک اتنی سر چڑھے کس کی ہوائیں ساتھ ہیں

ایک عورت سے وفا کرنے کا یہ تحفہ ملا
جانے کتنی عورتوں کی بددُعائیں ساتھ ہیں

اُنگلیاں میری ستاروں تک پہنچ سکتی نہیں
مُٹھیوں میں جگنوؤں کی بددُعائیں ساتھ ہیں

دن کھِلا ہے پھُول سا اور رات بھیگی آنکھ سی
کوئی موسم ہو یہاں دونوں ہوائیں ساتھ ہیں

میں ہوں اِک کاغذ کا ٹکڑا جانے کس کی کھوج میں
کیوں مرے پیچھے زمانے کی ہوائیں ساتھ ہیں

☆☆☆☆

میں اُداس رستہ ہوں شام کا تری آہٹوں کی تلاش ہے
یہ ستارے سب ہیں بُجھے بُجھے مجھے جگنوؤں کی تلاش ہے

ذرا سیر کرنے کو آئے ہیں ہمیں اور کُچھ نہیں چاہیئے
وہ ہیں ڈور کانٹے لئے ہوئے جنہیں مچھلیوں کی تلاش ہے

وہ جو ایک دریا تھا آگ کا سبھی راستوں سے گزر گیا
تمہیں کب سے ریت کے شہر میں نئی بارشوں کی تلاش ہے

نئے موسموں کی اُڑان کو ابھی اس کی کوئی خبر نہیں
ترے آسماں کے جال کو نئے پنچھیوں کی تلاش ہے

مرے دُوستوں نے سکھا دیا مُجھے اپنی جان سے کھیلنا
مری زندگی تُجھے کیا خبر مجھے قاتلوں کی تلاش ہے

تیری میری ایک ہیں منزلیں، وہی جستجو، وہی آرزو
تجھے دُوستوں کی تلاش ہے مجھے دُشمنوں کی تلاش ہے

☆☆☆☆

میں غزل کہوں میں غزل پڑھوں مجھے دے تو حسنِ خیال دے
ترا غم ہی ہے مری تربیت، مجھے دے تو رنج وملال دے

سبَھی چار دن کی ہیں چاندنی یہ اَمارتیں یہ وزارتیں
مجھے اِس فقیر کی شان دے کہ زمانہ جس کی مثال دے

مری صُبح تیرے سلام سے مری شام ہے تیرے نام سے
ترے در کو چھوڑ کے جاؤں گا یہ خیال دل سے نکال دے

مرے سامنے جو پہاڑ تھے سبھی سر جھکا کے چلے گئے
جسے چاہے تو یہ عُروج دے جسے چاہے تو یہ زوال دے

بڑے شوق سے انہیں پتّھروں کو شکم سے باندھ کے سو رہوں
مجھے مالِ مُفت حرام ہے مجھے دے تو رزقِ حلال دے

☆☆☆☆

ایسا نغمہ ہیں جس میں صدا تک نہیں، ایسی آندھی ہیں جس میں ہوا تک نہیں
زندگی کی طرح جا وداں بیکراں، اتنے مجبور جتنی فضا تک نہیں

چلتے مضمونوں کے نوٹس اور ترجمے، اُجلے شوکیس میں سج گئے ٹھیک ہے
کیوں دوکاں دار رکھے کتابِ ادب، جب اسے اب کوئی پوچھتا تک نہیں

اِک سمندر کے پیاسے کنارے تھے ہم، اپنا پیغام لاتی تھی موجِ رواں
آج دو ریل کی پٹریوں کی طرح ساتھ چلنا ہے اور بولنا تک نہیں

لکڑیوں سے تراشی ہوئی لڑکیاں، ٹین کے نوجواں، مختلف رنگ میں
دوست ہیں، دوستی سے مگر بے خبر، دشمنِ جاں ہیں لیکن خفا تک نہیں

زعفراں رنگ کے گیسوؤں کی گھٹا آسماں رنگ کے کوٹ پر چھا گئی
نرم یادوں کے اُجلے فرشتوں کے پر دودھیا خامشی اور ہوا تک نہیں

روشنی کے مقدّر میں نیندیں کہاں چاند میں طاق پر وہ سجائیں کہیں
ہم چراغِ وفا، جلنا ہے رات بھر آسمان تا زمیں وہ جلائیں کہیں

دو بھٹکتی ہوئی رُوحیں جیسے ملیں یُوں ملیں وہ نگاہیں مگر خوف ہے
زیست ہے رات میں جنگلوں کا سفر اس جنم میں ہم کھو نہ جائیں کہیں

شُہرتیں مثلِ مینارِ عظمت ہیں آسماں کی طرف لے چلی ہیں مگر
جی میں سبز پیغمبروں کی طرح سینہ سنگ سے سر اُٹھائیں کہیں

برف سی اُجلی پوشاک پہنے ہوئے، پیڑ جیسے دعاؤں میں مصروف ہیں
وادیاں پاک مریم کا آنچل ہوئیں آؤ سجدو کریں سر جھکائیں کہیں

کوئی کتبہ نہیں ہیں سرِ راہ ہم جس پہ اقوالِ زرّیں بدلتے رہو
ہم تو آنسو ہیں پلکوں پہ رکھ لو ہمیں جب اشارہ کرو ٹوٹ جائیں کہیں

اَن کہے شعر ہیں وادی ذہن میں مختلف رنگ کے جھلملاتے دیئے

دستِ الفاظ محفوظ کر لے انہیں چل رہی ہے ہوا بجُھ نہ جائیں کہیں

☆☆☆☆

اَدب کی حد میں ہُوں بے اَدب نہیں ہوتا

تمہارا تذکرہ اب روز و شب نہیں ہوتا

کبھی کبھی تو چھلک پڑتی ہیں یُونہی آنکھیں

اُداس ہونے کا کوئی سبب نہیں ہوتا

کئی امیروں کی مَحرُومیاں نہ پوچھ کہ بس

غریب ہونے کا احساس اَب نہیں ہوتا

میں والدین کو یہ بات کیسے سمجھاؤں

محبتوں میں حسب نسب نہیں ہوتا

وہاں کے لوگ بڑے دلفریب ہوتے ہیں

مرا بہکنا بھی کوئی عجیب نہیں ہوتا

میں اِس زمین کا دیدار کرنا چاہتا ہُوں

جہاں کبھی بھی خُدا کا غضب نہیں ہوتا

☆☆☆☆

تیرا ہاتھ مرے کاندھے پر دریا بہتا جاتا ہے

کتنی خاموشی سے دُکھ کا موسم گزرا جاتا ہے

نیم پہ اٹکے چاند کی پلکیں شبنم سے بھر جاتی ہیں
سونے گھر میں رات گئے جب کوئی جاتا ہے

پہلے اینٹیں پھر ایک دروازے اب کے چھت کی باری ہے
یادنگر میں ایک محفل تھا وہ بھی گزر جاتا ہے

راکھ ہوئیں آنکھوں کی شمعیں آنسو بھی بے نور ہُوئے
دھیرے دھیرے میرا دل پتھر سا ہوتا جاتا ہے

اپنا دل ہے ایک پرندہ جس کے بازو ٹوٹے ہیں
حسرت سے بادل کو دیکھے بادل اُڑ جاتا ہے

ساری رات برسنے والی بارش کا میں آنچل ہُوں
دن میں کانٹوں پر پھیلا کر مجھ کو کھینچا جاتا ہے

ہم نے تو بازار میں دُنیا بیچی اور خریدی ہے
ہم کو کیا معلوم کسی کو کیسے چاہا جاتا ہے

☆☆☆☆

میری یادوں کی اِک اِک گلی سو گئی، میرے خوابوں کے سارے مکاں سو گئے
دل شبِ تار کی سلطنت ہو گیا جب سے اشکوں کے شہزادگاں سو گئے

پتھروں کی زمین، پتھروں کے شجر، پتھروں کے مکاں، پتھروں کے بشر
کب سویرا ہوا ہم کدھر کو چلے کس گلی شام آئی، کہاں سو گئے

کیا ہوا، آج کیوں خیمہ زخم سے، کج کلاہانِ غم پھر نکلنے لگے
ہم تو سمجھے تھے اب شہرِ دل مٹ چُکا تھک گئے درد کے کارواں ہو گئے

اِس کی آمد پہ دل کی تمناؤں نے، روشنی کے گھروندے بنائے بہت
اِک وہ کیا گیا سب دیئے بُجھ گئے، آرزوں کے سارے مکاں سو گئے

☆☆☆☆

اُڑتے بادل، بزرگوں کی شفقت بنے دُھوپ میں لڑکیاں مسکراتی رہیں
جب سے جانا کہ اب کوئی منزل نہیں، منزلیں راہ میں آتی جاتی ہیں

رات، پریاں، فرشتے، ہمارے بدن، مانگ کر برف میں جل رہے تھے مگر
کُچھ شبیہیں، کتابوں کے بجھتے دیئے، کاغذی مقبروں میں جلاتی رہیں

سارے دن کی تپتی ساحلی ریت پر دو تڑپتی ہوئی مچھلیاں سو گئیں
اپنے ملنے کی وہ آخری شام تھی، لہریں آتی رہیں لہریں جاتی رہیں

ننگے پاؤں فرشتوں کا اک طائفہ، آسماں سے زمیں پر اُترنے لگا
سر برہنہ فلک زادیاں عرش سے آنسوؤں کے ستارے گراتی رہیں

اِک دریچے میں دو آنسوؤں کا سفر، رات کے راستوں کی طرح کھو گیا
نرم مٹی پہ گرتی ہوئی پتّیاں، سونے والوں کو چادر اُڑھاتی رہیں

☆☆☆☆

میرے سینے پر وہ سر رکھے ہوئے سوتا رہا
جانے کیا تھی بات میں جاگا کیا روتا رہا

شبنمی میں دُھوپ کی جیسے وطن کا خواب تھا
لوگ یہ سمجھے میں سبزے پر پڑا سوتا رہا

وادیوں میں گاہ شبنم اور کبھی خوناب سے
ایک ہی تھا داغ سینے میں جیسے دھوتا رہا

اِک ہوائے بے تکاں سے آخرش مرُجھا گیا
زندگی بھر جو محبّت کے شجر بوتا رہا

رونے والوں نے اُٹھا رکھا تھا گھر سر پر مگر
عُمر بھر کا جاگنے والا پڑا سوتا رہا

رات کی پلکوں پہ تاروں کی طرح جاگا کیا
صبح کی آنکھوں میں شبنم کی طرح روتا رہا

روشنی کو رنگ کر کے لے گئے جس رات لوگ
کوئی سایہ میرے کمرے میں چُھپا روتا رہا

☆☆☆☆

خون پتّوں پہ جما ہو کیسے
پھُول کا رنگ ہرا ہو جیسے

بارہا یہ محسوس ہوا
درد سینے کا خُدا ہو جیسے

پھُول کی آنکھ میں شبنم کیوں ہے
سب ہماری خطا ہو جیسے

کرچیں چبھتی ہیں بہت سینے میں
آئینہ ٹوٹ گیا ہو جیسے

سب ہمیں دیکھنے آتے ہیں مگر
نیند آنکھوں سے خفا ہو جیسے

اب چراغوں کی ضرورت ہی نہیں
چاند اس دل میں چھُپا ہو جیسے

جی میں آتا ہے کہ سجدہ کر لیں
دِل کی آواز خُدا ہو جیسے

روز آتی تھی ہوا اس جیسی
وہ بھی یوں آیا ہو جیسے

☆☆☆☆

تم نے بھی کم نصیب پہ کچھ کم نگاہ کی
اس نے تو خیر زندگی اپنی تباہ کی

ہم دونوں دُنیا دار نہیں ہیں اسی لئے
صورت کوئی نظر نہیں آتی نباہ کی

پتھّر سمجھ کے تم جسے ٹھکرا کے چل دیئے
اس دل پہ تھی نگاہ بہت مہر و ماہ کی

اُن کی نظر میں پیار گناہِ عظیم ہے
توفیق دے خُدا انہیں ایسے گُناہ کی

حالات بے وفائی پہ مجبور کر گئے
ورنہ اسے بھی چاہ بہت تھی نَباہ کی

اپنے کو رشکِ میؔر سمجھتے ہیں بدؔر جی
گمراہ کر گئی ہے صدا واہ، واہ کی

☆☆☆☆

ماٹی کی کچی گاگر کو کیا کھونا کیا پانا بابا
ماٹی کو ماٹی میں رہنا ہے ماٹی میں مِل جانا بابا

ہم کیا جانے دیواروں سے کیسے دُھوپ اُترتی ہوگی
رات رہے باہر جانا ہے رات گئے گھر آنا بابا

جس لکڑی کو اندر، اندر دیمک بالکل چاٹ چکی ہو
اس کو اُوپر سے چمکانا راکھ پہ دُھوپ جمانا بابا

پیار کی گہری پھنکاروں سے سارا بدن آکاش ہوا ہے
دودھ پلانا تن ڈسوانا ہے دستور پُرانا بابا

http://www.hallagulla.com/urdu/

اِن اُونچے شہروں میں پیدل صرف دیہاتی ہی چلتے ہیں
ہم کو بازاروں سے اِک دن، کاندھے پر لے جانا بابا

☆☆☆☆

بے تاب ہے رنگت کے لئے پیار کی خوشبو
کب سر کے قریب آئے گی تلوار کی خوشبو

مطلع میں دمک اٹھتا ہے اِس ماتھے کا مطلع
اشعار میں آ جاتی ہے رُخسار کی خوشبو

کہتی ہے کہ آنگن کی چنبیلی تھے کبھی ہم
کوٹھے پہ تڑپتی گُلِ بازار کی خوشبو

دیوانی ہوئیں جن کے لئے چاندنی راتیں
وہ نکہتِ گیسو ہے کہ رُخسار کی خوشبو

درکار ہے آرائشِ نکہت کے لئے رنگ
اِک سر کا لہو مانگے ہے دیوار کی خوشبو

اب اگلے برس یہ در و دیوار نہ ہوں گے
اِس گھر سے بہت آتی ہے اشعار کی خوشبو

☆☆☆☆

یاد کسی کی چاندنی بن کر کوٹھے کوٹھے چٹکی ہے
یاد کسی کی دُھوپ ہوئی ہے زینہ زینہ اُتری ہے

رات کی رانی صحن چمن میں گیسو کھولے سوتی ہے
رات برات اُدھر مت جانا اِک ناگن بھی رہتی ہے

تم کو کیا، تم غزلیں کہہ کر اپنی آگ بُجھا لو گے
اس کے جی سے پُوچھو جو پتھر کی طرح چُپ رہتی ہے

قُفل جڑے ہیں اس گھر کی ہر کھڑکی میں، دروازوں میں
پھر بھی دروازوں سے اکثر اِک آہٹ جھانکا کرتی ہے

پتھر لے کے گلیوں گلیوں لڑکے پُوچھا کرتے ہیں
ہر بستی میں مُجھ سے آگے شہرت مری پہنچی ہے

مدت سے اِک لڑکی کے رُخسار کی دُھوپ نہیں آئی
اسی لئے میرے کمرے میں اتنی ٹھنڈک رہتی ہے

☆☆☆☆

یہ اُداسی، دُھواں، چاندنی چوک میں
چاندنی ہے کہاں چاندنی چوک میں

ایک ہی گشت میں آگ سی لگ گئی
سردیاں ہیں کہاں چاندنی چوک میں

ہر خریدار زہرہ جبیں، مہ بدن
ہر دکاں کہکشاں چاندنی چوک میں

http://www.hallagulla.com/urdu/

ایک لڑکی کی صُورت میں دیکھا گیا
خواب صد شاعراں چاندنی چوک میں

آج عہد گذشتہ کے اک مہرباں
مل گئے ناگہاں چاندنی چوک میں

میری آنکھوں میں اِک چاندنی چوک میں
گذری عمر رواں چاندنی چوک میں

مشق شعروں وسخن میں ملے گا کہیں
لشکرِ شاعراں چاندنی چوک میں

فکرِ اصلاحِ دُنیا میں کھوئے ملے
آلِ پیغمبراں چاندنی چوک میں

بیچ بازار میں گا رہا تھا کوئی
آؤ نا میری جاں، چاندنی چوک میں

دولت جسم وجاں کا بھروسہ نہیں
کچھ خریدو میاں چاندنی چوک میں

☆☆☆☆

نہ جانے کتنے تارے تھرتھرا کے ٹوٹ جاتے ہیں
کبھی جو سُرمگیں آنکھوں میں آنسو جھلملاتے ہیں

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

یہ سناٹا کہ اپنی سانس کی آہٹ نہیں ملتی
یہ اندھیارا کی یادوں کے دیئے بھی بجھتے جاتے ہیں

پسینے کے سنہرے قطروں یا اشکوں کی لڑیوں سے
بہرصورت یہ دُنیا ہم بناتے ہم سجاتے ہیں

ہر اک خطِبدن اُبھرا ہے ان کا میرے شعروں میں
انہیں اب لوگ غزلوں سے مری پہچان جاتے ہیں

جُھکی پلکیں، گھنے گیسو، حسیں دامن، سُبک آنچل
جہاں کی تپتی راہوں میں سائے یاد آتے ہیں

نہ جانے ان دنوں کیوں صبح کُچھ سنولائی رہتی ہے
نہ جانے شام ہی سے کیوں ستارے ڈُوب جاتے ہیں

ہمیں کیا، ہم کو مرنا، ہم کو جینا دونوں آتا ہے
ہمیں کیا، ہم تو اپنے خون میں اکثر نہاتے ہیں

☆☆☆☆

ہم بکھرتے ہیں تیرگی کی طرح
درد بڑھتا ہے روشنی طرح

ہم خُدا بن کے آئیں گے ورنہ
ہم سے مل جاؤ آدمی کی طرح

برف سینے کی جیسے جیسے گلی
آنکھ کھُلتی گئی کلی کی طرح

جب کبھی بادلوں میں گھرتا ہے
چاند لگتا ہے آدمی کی طرح

کسی روزن، کسی دریچے سے
سامنے آؤ روشنی کی طرح

سب نظر کا فریب ہے ورنہ
کوئی نہیں کسی کی طرح

خوبصورت، اُداس، خوفزدہ
وہ بھی ہے بیسویں صدی کی طرح

☆☆☆☆

چاند سورج کے آنے جانے سے کچھ کمی زیادتی نہیں ہوتی
شہر میں دن کے وہ علاقے ہیں جن میں اب رات ہی نہیں ہوتی

دل وہ پُوجا کی تھال ہے جس میں، زندگی پھُول رکھنا رکھنا بھول گئی
اور آنکھیں وہ طاقِ مسجد ہیں جن میں اَب روشنی نہیں ہوتی

شام آتی تھی اپنے ساتھ لئے تیری یادوں کے جلتے بجھتے دیے
شام کیا اب تو ساری رات آگ میں روشنی نہیں ہوتی

جلنے والی ہر ایک شے کے لئے آنسوؤں کی بڑی ضرورت ہے
ایسا تھم تھم کے وہ نہیں جلتی جس میں ہلکی نمی نہیں ہوتی

تیرے اور میرے پیار میں اکثر سارے جذبات مشترک ہیں مگر
دُھوپ کتنی ہی مہربان ہو جائے یہ کبھی چاندنی نہیں ہوتی

☆☆☆☆

بزمِ آزمائش ہے، لوگ اپنے شعروں میں تارے توڑ لاتے ہیں
بدؔر اچھا موقع ہے دِل کی بات کہہ جاؤ وہ بھی سُننے آتے ہیں

پتھروں پہ سر رکھ کے رات رات ہوتے ہو کیا خبر نہیں تم کو
یہ بھی سب سمجھتے ہیں ساتھ ساتھ روتے ہیں اپنا جی دکھاتے ہیں

ہم نے اپنے شعروں میں اپنا دِل اُتارا ہے دِل میں جو کوئی بھی ہو
وہ ہمارے شعروں کو اپنا عکس کہتے ہیں دیکھ کر لجاتے ہیں

رقصِ نور و نغمہ ہو (بارش کرم ہو گی) آج جشنِ عشرت ہے
پتھروں کے سوداگر، پتھروں کے بھاؤ میں دِل خرید لاتے ہیں

رُوپ دیس کی کلیو، پنگھٹوں کی سانوریو، کچھ خبر بھی ہے تم کو
ہم تمھارے گاؤں میں پیاسے پیاسے آئے تھے پیاسے پیاسے جاتے ہیں

☆☆☆☆

نکل آئے اِدھر جناب کہاں
رات کے وقت آفتاب کہاں

میری آنکھیں کسی کے آنسو ہیں
ورنہ اِن پتھروں میں آب کہاں

سب کِھلے ہیں کسی کے عارض پر
اِس برس باغ میں گلاب کہاں

میرے ہونٹوں پر تیری خوشبو ہے
چُھو سکے گی انہیں شراب کہاں

☆☆☆☆

نظر سے گفتگو، خاموش لب، تمھاری طرح
غزل نے سیکھے ہیں انداز سب تمہاری طرح

جو پیاس تیز ہو تو ریت بھی ہے چادرِ آب
دکھائی دور سے دیتے ہیں سب تمہاری طرح

بُلا رہا ہے زمانہ مگر ترستا ہُوں
کوئی پُکارے مجھے بے سبب تمہاری طرح

ہوا کی طرح میں بے تاب ہوں کی شاخِ گُلاب
لہکتی ہے مری آہٹ پہ اب تمہاری طرح

مثالِ وقت میں تصویرِ صبح و شام ہوں اب
مرے وجود پہ چھائی ہے شب تمہاری طرح

http://www.hallagulla.com/urdu/

سُناتے ہیں مجھے خوابوں کی داستاں اکثر
کہانیوں کے پُراسرار لب تمہاری طرح

☆☆☆☆

سادہ ورق پہ اُبھرے گا شاید قلم کا چاند
شہرِ غزل کی رات ہے بادِ صنم کا چاند

دل کی رہِ حیات میں شوخ تمکنت
لہرا رہا ہے تیز ہوا میں علم کا چاند

کیا زندگی ہماری گلی تک بھی آئی تھی
یہ گیسوؤں کے پھول یہ نقشِ قدم کا چاند

اِس بار تجربوں کی ردائیں نظر پہ ہیں
روشن بہت زیادہ تھا پچھلے جنم کا چاند

آنکھیں نہ کھول دینا، اماوس کی رات ہے
ہاتھوں میں لے کے جھوما کرو جامِ جم کا چاند

دروازے شہرِ درد کے کھلنے دو دوستو!
نکلے گا مُسکراتا ہوا شامِ غم چاند

☆☆☆☆

دِل شکستہ کوئی ہم جیسا یہاں دفن ہے کیا
دیر تک رات کو رونے کی صدا آتی ہے

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

جیسے چشمے پہ نہاتی ہوئی شہزادی خواب
چاندنی رات جب اشکوں میں نہا جاتی ہے

کیا یہاں دشتِ تمنّا میں کوئی پھول کھِلا
اب اِدھر روز کئی بادِ صبا آتی ہے

کسی دستک نے بہت چپکے سے سرگوشی کی
چاند سے چاندنی نزدیک ہوئی جاتی ہے

میری آنکھوں میں اُتر آئے ہیں کالے بادل
جاؤ سو جاؤ کہ موسم بڑا جذباتی ہے

خشک پتّوں کو کوئی روند رہا ہے شاید
بال بکھرائے ہوئے بادِ صبا آتی ہے

☆☆☆☆

پیار کی نئی دستک دل پہ پھر سنائی دی
چاند سی کوئی صورت خواب میں دکھائی دی

کِس نے میری پلکوں پہ تتلیوں کے پَر رکھے
آج اپنی آہٹ بھی دیر تک سُنائی دی

ہم غریب لوگوں کے آج بھی وہی دن ہیں
پہلے کیا اسیری تھی آج کیا رہائی دی

بارشوں کے چہرے پر آنسوؤں سے لکھنا ہے
کچھ نہ کوئی پڑھ پائے ایسی روشنائی دی

آسماں زمین رکھ کر دونوں ایک مُٹّھی میں
اِک ذرا سی لڑکی نے پیار کی خدائی دی

یہ تنک مزاجی تو خیر اس کی فطرت ہے
ورنہ اِس نے چاہت بھی ہم کو انتہائی دی

یہ تناؤ قدرت نے دو دلوں میں کیوں رکھا
مجھ کو کج کلاہی دی اِس کو کج ادائی دی

☆☆☆☆

پچھلی رات کی نرم چاندنی شبنم کی خنکی سے رچا ہے
یوں کہنے کو اُس کا تبسّم، برق صفت ہے شعلہ نُما ہے

وقت کو ماہ و سال کی زنجیروں میں جکڑ کر کیا پایا ہے
وقت تو ماہ و سال کی زنجیروں میں اور بھی تیز بڑھا ہے

اک معصوم سے پیار کا تحفہ، گھر کے آنگن میں پایا ہے
اُس کو غم کے پاگل پن میں کوٹھے کوٹھے بانٹ دیا ہے

نظم، غزل، افسانہ، گیت، ایک ترا ہی غم تھا جس کو ہم نے
کیسا کیسا نام دیا ہے، کیسے کیسے بانٹ لیا ہے

آہوں کے بادل کیوں دل میں بِن برسے ہی لوٹ گئے
اب کے برس ساون کا مہینہ کیسا پیاسا پیاسا گیا ہے

پھول سی ہر تصویر میں ذہن کی دیواروں سے اُتار چُکا ہوں
پھر کیوں دل میں کانٹا سا رہ رہ کر چُبھتا رہتا ہے

ان آنکھوں کا متوالا پن، ان ہونٹوں کی جنبش کم کم
نشہ ہے جو ڈول رہا ہے، جادو ہے جو بول رہا ہے

مُجھ کو اُن باتوں سے، اپنے جُھوٹ بہت پیارے ہیں
جن سچی باتوں سے صدیوں اِنسانوں کا خون بہا ہے

یارو سونا چاندی بو کر سونا چاندی کاٹو، جاؤ
ہم نے آنسو کی کھیتی کی نین نگر آباد کیا ہے

بدرؔ تمہاری فکرِ پرِ سُخن پر، اک علاّمہ ہنس کر بولے
یہ لڑکا نو عمر پرندہ، اُونچا اُڑنا سیکھ رہا ہے

☆☆☆☆

سردیوں کی راتوں میں اپنے گاؤں میں گرد الاؤ کے بیٹھے ہیں
ہم سے کتنے دیوانے تیرے میرے قصّوں میں اپنا غم سُناتے ہیں

گاؤں کی کوئی گوری توڑ کر ہر اک ناطہ دور جاتی ہے
اِن گھنے درختوں میں آج وف نہیں بجتے، کھیت سر جھکائے ہیں

رنگ و نور کی گڑیو، زندگی کی تصویرو، تم نے رنج و غم میں بھی
اپنی مسکراہٹ سے ہم سے دل شکستوں کے حوصلے بڑھاتے ہیں

چاند دیس کے لوگو، دل تمہارے ہوتا ہے، پیار تم سمجھتے ہو،
ہم تو اپنے بچپن سے تم کو چُھونے پانے کی حسرتیں چھپائے ہیں

زندگی تیری فکریں کھلتے ہی گلابوں کا رس نچوڑ لیتی ہیں
پھُول جیسی عمروں کے سوچتے ہوئے بچے بوڑھے ہوتے جاتے ہیں

اک جاتی دُنیا میں ایک آتی دُنیا میں، وقفہ ہوتا ہے
اس سیاہ وقفے میں پھُول روندے جاتے ہیں کانٹے پہنے جاتے ہیں

چاند سے کوئی کہدو، چاندنی کے شعلوں کے اب الاؤ مہکائے
آج میرے آنگن میں مہکی مہکی زلفوں کے مہکے مہکے سائے ہیں

☆☆☆☆

شاید مرے آنسو سے اُس کا کوئی رشتہ ہے
تپتے ہوئے صحرا میں جو پھول اکیلا ہے

جھنجھلا کے کسی لمحہ وہ توڑ بھی سکتا ہے
اک بچے کی اُنگلی سے لپٹی رگِ دُنیا ہے

سناٹے کی شاخوں پر کُچھ زخمی پرندے ہیں
خاموشی بذاتِ خود آواز کا صحرا ہے

ہوسکتا ہے کل سُورج سوتا ہی مجُھے پائے
اک سانپ مرے دل میں سمٹا ہوا بیٹھا ہے

کب جانے ہوا اس کو بکھرا دے فضاؤں میں
خاموش درختوں پر سہما ہوا نغمہ ہے

اب روئے کہاں ساون تڑپے کہاں بادل
آنگن بغیچہ ہے اِک چھوٹا سا کمرہ ہے

ٹھہری ہُوئی جھیلوں میں اک برق رواں جیسے
ان حیرتی آنکھوں میں یُوں ''دوڑتی دُنیا'' ہے

جیسے ورقِ گُل پر انگارہ کوئی رکھ دے
یوں دستِ حنائی پر آنسو ابھی ٹپکا ہے

☆☆☆☆

اپنا چاند میں ڈھونڈ رہا ہوں تیرے چاند ستاروں میں
شاید سچا موتی بھی ہو شیشے کے ان پاروں میں

شاخ پہ جتنے پھُول ہیں اکثر پیغمبر سے لگتے ہیں
لیکن میں تو اس کی مانوں جو ہنس دے انگاروں میں

لفظ سیاسی کا پردہ ہیں غور سے دیکھو پس منظر
پھول سے چہرے چھُپے ہوئے ہیں کاغذ کے انباروں میں

کمرے ویران، آنگن خالی، پھر یہ کیسی آوازیں
شاید میرے دل کی دھڑکن چنی ہے ان دیواروں میں

تقریروں کا جادو اکثر جُھوٹ سے ملتا جُلتا ہے
اسی لئے تو بات کہی ہے ہم نے صرف اشاروں میں

تیرا جسم اشعار کے آئینہ میں ایسا لگتا ہے
چاند کو جیسے قید کیا ہو شیشے کی دیواروں میں

تہذیبوں کا سُورج جب چُھپ جاتا ہے تو چُپکے سے
الفت دئے جلا جاتی ہے دل کے گہرے غاروں میں

چھوٹی سی تھیلی کو دکھا کر اک سوداگر نے یہ کہا
صد ہا شاعر مل جائیں گے اتنے کم دُیناروں میں

☆☆☆☆

وہ پھُول تیرے ہونٹوں کے چھونے سے جو کھلا
وہ پھُول، اور جون کی آتش بھری ہوا

نیزوں نے مُجھ کو جیسے زمین سے اُٹھا لیا
میں تیرے نرم سینے سے حسدم جُدا ہوا

جیسے کہ سارے شہر کی بجلی چلی گئی
آنکھیں کھُلی کھُلی تھیں مگر سوجھتا نہ تھا

تصویر میری پردۂ تخلیق بن گئی
چڑیا نے اِس کی آڑ میں اِک گھر بسا لیا

باتیں کہ جیسے پانی میں جلتے ہوئے دیئے
کمرے میں نرم نرم اُجالا سا بھر گیا

☆☆☆☆

سر درد، جیسے نیند کے سینے پہ سو گیا
ان پھُولوں جیسے ہاتھوں نے ماتھا جونہی چھوا

اِک لڑکی، ایک لڑکے کے کاندھے پہ سوئی تھی
میں اُجلی، دھندلی یادوں کے کہرے میں کھو گیا

سناٹے آئے درجوں میں جھانکا چلے گئے
گرمی کی چھٹیاں تھیں وہاں کوئی بھی نہ تھا

ٹہنی گلاب کی مرے سینے سے لگ گئی
جھٹکے کے ساتھ کار کا رُکنا غضب ہوا

☆☆☆☆

نہ جی بھر کے دیکھا نہ کچھ بات کی
بڑی آرزو تھی مُلاقات کی

اُجالوں کی پریاں نہانے لگیں
ندی گنگنائی، خیالات کی

میں چُپ تھا تو چلتی ہوا رُک گئی
زباں سب سمجھتے ہیں جذبات کی

مقدّر مری چشمِ پُر آب کا
برستی ہوئی رات برسات کی

کئی سال سے کچھ خبر ہی نہیں
کہاں دن گزرا کہاں رات کی

☆☆☆☆

مری نظر میں خاک، تیرے آئینے پہ گرد ہے
یہ چاند کتنا زرد ہے، یہ رات کتنی سرد ہے

کبھی کبھی تو یوں لگا کہ ہم سبھی مشین ہیں
تمام شہر میں نہ کوئی زن نہ کوئی مرد ہے

خُدا کی نظموں کی کتاب ساری کائنات ہے
غزل کے شعر کی طرح ہر ایک فرد، فرد ہے

حیات آج بھی کنیز ہے حضورِ جبر میں
جو زندگی کو جیت لے وہ زندگی کا مرد ہے

اسے تبرک حیات کہہ کے پلکوں پر رکھوں
اگر مجھے یقین ہو یہ راستے کی گرد ہے

وہ جن کے ذکر سے رگوں میں دوڑتی تھیں بجلیاں
انہیں کا ہاتھ ہم نے چھو کے دیکھا کتنا سرد ہے

☆☆☆☆

رات سے ہے جی سوگوار بہت
یاد آؤ نہ آج یار بہت

پاؤں میں دم رہے دیار بہت
ہاتھ چلتے ہوں روزگار بہت

دل میں ہر وقت ایک ہنگامہ
شہر تنہا ہے شہر یار بہت

دیکھ لیں مہربانیاں تیری
زندگی بن نہ غمگسار بہت

کیا کوئی یار آنے والا ہے
وقت پوچھو ہو، یار آج بہت

رات کتنی ہے بدؔر سو جاؤ
ہو چکا اس کا انتظار بہت

☆☆☆☆

قدم سے آگے آگے چل رہی ہے
مُسافر کو گلی پہنچاتی ہے

ترے بیمار کا اب تب لگا ہے
یہ حالت گفتگی کم، دیدنی ہے

نہ جانے کس طرف سے آ رہی ہیں
ہواؤں میں بڑی افسردگی ہے

یہ کوئی بات کہنا چاہتے ہیں
ستاروں کے لبوں پر کپکپی ہے

ابھی کُچھ زندگی کا آسرا ہے
چراغوں میں ابھی کچھ روشنی ہے

سحر کے قافلے یہ جانتے ہیں
ابھی اک رات کی منزل پڑی ہے

☆☆☆☆

جب تک نگارِ دشت کا سینہ دُکھا نہ تھا
صحرا میں کوئی لالۂ صحرا کھلا نہ تھا

دو جھیلیں اس کی آنکھوں میں لہرا کے سو گئیں
اس وقت میری عمر کا دریا چڑھا نہ تھا

جاگی نہ تھیں نسوں میں تمنّا کی ناگنیں
اِس گندمی شراب کو جب تک چکھا نہ تھا

ڈھونڈا کرو جہانِ تحیر میں عُمر بھر
وہ چلتی پھرتی چھاؤں ہے میں نے کہا نہ تھا

اک بے وفا کے سامنے آنسو بہاتے ہم
اتنا ہماری آنکھ کا پانی مرا نہ تھا

دو کالے ہونٹ، جام سمجھ کر چڑھا گئے
وہ آب جس سے میں نے وضو تک کیا نہ تھا

سب لوگ اپنے اپنے خُداؤں کو ساتھ لائے تھے
ایک ہم ہی ایسے تھے کہ ہمارا خُدا نہ تھا

وہ کالی آنکھیں، شہر میں مشہور تھیں بہت
تب ان پہ موٹے شیشوں کا چشمہ چڑھا نہ تھا

میں صاحبِ غزل تھا حسینوں کی بزم میں
سر پر گھنیرے بال تھے ماتھا کھُلا نہ تھا

☆☆☆☆

موجِ گل لے پیچھے پڑ کر کیوں دیوانی ہوئی ہے مٹی
ٹھوکر کھا کر خود آئے گا جس کی جہاں لکھی ہے مٹی

گلیاں گُھپ ہیں میدان چُپ ہیں اور وہ دیوانہ بھی نہیں
مٹی کا دل بیٹھ گیا ہے کس کی آج اُٹھی ہے مٹی

آنکھیں آنسو، دل بھی آنسو، شاید ہم سرتاپا آنسو
تھوڑی مٹی اور ملا دے ابھی گیلی ہے بہت مٹی

مٹی کا اک اور کھلونا زیست بنانے والی ہے
خاموشی سے دیکھ تو آؤ اس آنچل میں بندھی ہے مٹی

آہن جیسی دیواریں ہوں یا انسان کا جسمِ خاکی
مٹی کی فطرت آزادی ہے قید نہیں رہ سکتی

پچھلے سال یہیں بہت سی ٹوٹی قبریں منہ کھولے تھیں
دھرتی کے زخموں کو کتنی جلدی بھر دیتی ہے مٹی

میں ٹھہرا مٹی کا مادھو، جا دیوانی راہ لے اپنی
تو سونے چاندی کی مورت خود کو کیوں کرتی ہے مٹی

یہ جو دل سے نازک تر ہے پہلے اِک پتھر کا بُت تھی
صدیوں یہ آنکھیں روئی ہیں، صدیوں تک بھیگی ہے مٹی

ہر ذرّے میں راز نیا ہے گو مٹی کے تم ہو کھلونے
اِک اِک شعر میں بدرؔ تمہارے جیسے بول رہی ہے مٹی

☆☆☆☆

میرے بستر پہ سو رہا ہے کوئی
میری آنکھوں میں جاگتا ہے کوئی

ان پہاڑوں میں رہتے ہیں ہمزاد
بول کر دیکھو بولتا ہے کوئی

آج میں جاگوں گا کہ سوتے میں
میری پلکوں کو چُومتا ہے کوئی

میرا شیطان مر گیا شاید
میرے سینے پہ سو رہا ہے کوئی

رنگ یہ بھی بہت پُرانا ہے
سوچتا کوئی، بولتا ہے کوئی

سات پردوں میں چُھپ کے دیکھ لیا
کپڑے بدلو تو دیکھتا ہے کوئی

☆☆☆☆

مری غزلوں کی طرح اس کی بھی حکومت ہے
تمام ملکوں میں وہ سب سے خوبصورت ہے

کبھی کبھی کوئی انسان ایسا لگتا ہے
پُرانے شہر میں جیسے نئی عمارت ہے

جمی ہے دیر سے کمرے میں غیبتوں کی نشست
فضا میں گرد ہے، ماحول میں کدورت ہے
بہت دنوں سے مرے ساتھ تھی مگر کل شام

http://www.hallagulla.com/urdu/

مُجھے پتہ چلا وہ کتنی خوبصورت ہے
یہ زائرانِ علی گڑھ کا خاص تحفہ ہے
مری غزل کا تبرک دلوں کی برکت ہے

☆☆☆☆

کوئی ہاتھ نہیں خالی ہے
بابا، یہ نگری کیسی ہے

کوئی کسی کا درد نہ جانے
سب کو اپنی اپنی پڑی ہے

اُس کا بھی کچھ حق ہے آخر
اُس نے مُجھ سے نفرت کی ہے

پُھول دوا جیسے مہکے ہیں
کس بیمار کی صبح ہوئی ہے

جیسے صدیاں بیت چکی ہوں
پھر بھی آدھی رات ابھی ہے

کیسے کٹے گی تنہا تنہا
اتنی ساری عُمر پڑی ہے

ہم دونوں کی خوب نبھے گی
میں بھی دُکھی ہوں وہ بھی دُکھی ہے

اب غم سے کیا ناطہ توڑیں
ظالم بچپن کا ساتھی ہے

دِل کی خاموشی پہ نہ جاؤ
راکھ کے نیچے آگ دبی ہے

☆☆☆☆

ذرّوں میں کنمناتی ہوئی کائنات ہوں
جو مُنتظر ہے جسموں کی وہ حیات ہوں

دونوں کو پیار سا مار رہا ہے کوئی یزید
یہ زندگی حسین ہے اور میں فرات ہوں

نیزہ زمین پہ گاڑ کے گھوڑے سے کود جا
پر میں زمین ہی آبلہ یا خالی ہات ہوں

کیسا فلک ہوں، جس ہی سمندر سوار ہے
سورج بھی میرے سر پر ہے میں کیسی رات ہوں

اندھے کنویں میں مار کے جو پھینک آئے تھے
ان بھائیوں سے کہیو، ابھی تک حیات ہوں

آتی ہوئی ٹرین کے جو آگے رکھ گئی
اِس ماں سے یہ نہ کہنا بقیدِ حیات ہوں میں

بازار کا نقیب سمجھ کر مجھے نہ چھیڑ
خاموش رہنے دے میں ترے گھر کی بات ہوں

☆☆☆☆

اب ہوئی داستاں رقم بابا
اُنگلیاں ہو گئیں قلم بابا

کاغذی جوئے شیر لائے ہیں
اپنا تیشہ یہی قلم بابا

چاند اکثر اُداس رہتا ہے
اس کو آخر ہے کس کا غم بابا

آہٹیں چلمنوں سے پوچھتی ہیں
قید کب تک رہیں گے ہم بابا

عشق نے یہ بھی رُتبہ ہم کو دیا
لوگ کہتے ہیں مُحترم بابا

اب تو تنہائیاں بھی پوچھتی ہیں
ہے ترا بھی کوئی صنم بابا

☆☆☆☆

تاروں بھری پلکوں کی برسائی ہوئی غزلیں
ہے کون پرودے جو بکھرائی ہُوئی غزلیں

وہ لب ہیں کہ دو مصرعے اور دونوں برابر کے
زلفیں کہ دلِ شاعر پہ چھائی ہوئی غزلیں

یہ پھُول ہیں یا شعروں نے صُورتیں پائی ہیں
شاخیں ہیں کہ شبنم میں نہلائی ہوئی غزلیں

خود اپنی ہی آہٹ پر چونکے ہوں ہرن جیسے
یُوں راہ میں ملتی ہیں گھبرائی ہوئی غزلیں

اِن لفظوں کی چادر کو سرکاؤ تو دیکھو گے
احساس کے گھونٹ میں شرمائی ہوئی غزلیں

اُس جانِ تغزل نے جب بھی کہا کُچھ کہیے
میں بھُول گیا اکثر یاد آئی ہوئی غزلیں

☆☆☆☆

ہر جنم میں اسی کی چاہت تھے
ہم کسی اور کی امانت تھے

اِس کی آنکھوں میں جھلملاتی ہوئی
ہم غزل کی کوئی علامت تھے

تیری چادر میں تن سمیٹ لیا
ہم کہاں کے دراز قامت تھے

جیسے جنگل میں آگ لگ جائے
ہم کبھی اتنے خوبصورت تھے

پاس رہ کر بھی دُور دُور رہے
ہم نئے دور کی مُحبت تھے

اس خوشی میں مُجھے خیال آیا
غم کے دن کتنے خوبصورت تھے

دِن میں ان جگنوؤں سے کیا لینا
یہ دیئے رات کی ضرورت تھی

☆☆☆☆

ریت بھری ہے ان آنکھوں میں آنسو سے تم دھولینا
کوئی سوکھا پیڑ ملے تو اس سے لپٹ کے رولینا

اِس کے بعد بہت تنہا ہو جیسے جنگل کا راستہ
جو بھی تم سے پیار سے بولے ساتھ اسی کے ہولینا

کچھ تو ریت کی پیاس بجھاؤ جنم جنم کی پیاسی ہے
ساحل پر چلنے سے پہلے اپنے پاؤں بھگولینا

میں نے دریا سے سیکھی ہے پانی کی پردہ داری
اوپر اوپر ہنستے رہنا، گہرائی میں رولینا

روتے کیوں ہو دِل والوں کی قسمت ایسی ہوتی ہے
ساری رات یونہی جاگو گے دِن نکلے تو سو لینا

☆☆☆☆

لہروں میں ڈوبتے رہے دریا نہیں ملا
اِس سے بچھڑ کے پھر کوئی ویسا نہیں ملا

وہ بھی بہت اکیلا ہے شاید میری طرح
اِس کو بھی کوئی چاہنے والا نہیں ملا

ساحل پہ کتنے لوگ مرے ساتھ ساتھ تھے
طوفاں کی زد میں آیا تو تنکا نہیں ملا

دو چار دن تو کتنے سکون سے گذر گئے
سب خیریت رہی کوئی اپنا نہیں ملا

☆☆☆☆

سرکش پہاڑیوں میں جھرنوں کا بانکپن ہے
کتنا عظیم فانی انسان کا بدن ہے

خوابوں میں ان گلابی ہونٹوں پہ مسکراہٹ
مہتاب سو رہا ہے، بیدار اک کرن ہے

شاید زمین کے سینے میں کوئی آسمان ہے
دریا کی تہہ میں لرزاں تاروں کی انجمن ہے

اوراق سادہ لے کر پریاں اتر رہی ہیں
پھر سینۂ سخن میں اشعار کی چبھن ہے

اس برگ گل پہ لفظوں کے موتی تھرتھرائے
شبنم ہوا کے رخ پر یا بولتا چمن ہے

سینے پہ پاؤں رکھ کر دنیا گزر رہی ہے
گلرنگ خاک دل ہے گلنار یہ چمن ہے

ساحل پہ شام کتنی گھمبیر ہے کہ دریا
رک رک کے بہہ رہا ہے آواز میں تھکن ہے

شہر نگار میری خاطر اداس مت ہو
آب رواں بھی بے گھر خوشبو بھی بے وطن ہے

☆☆☆☆

بے تحاشہ سی لااُبالی ہنسی
چھن گئی ہم سے وہ جیالی ہنسی

لب کھلے جسم مسکرانے لگا
پُھول کا کھلنا تھا کہ ڈالی ہنسی

مسکرائی خُدا کی محویت
یا ہماری ہی بے خیالی ہنسی

کون بے درد چھین لیتا ہے
میرے پھولوں کی بھولی بھالی ہنسی

وہ نہیں تھا وہاں تو کون تھا پھر
سبز پتوں میں کیسے لالی ہنسی

دھوپ میں گیت گنگنانے لگے
جب کوئی گاؤں کی جیالی ہنسی

ہنس پڑی شام کی اداس فضا
اس طرح چائے کی پیالی ہنسی

میں کہیں جاؤں، ہے تعاقب میں
اس کی وہ جان لینے والی ہنسی

☆☆☆☆

رات اک خواب ہم نے دیکھا ہے
پھول کی پنکھڑی کو چوما ہے

دل کی بستی پرانی دلّی ہے
جو بھی گزرا ہے اس نے لوٹا ہے

خندہ گل فریب ہے گل کا،
رات بھر چپکے چپکے رویا

http://www.hallagulla.com/urdu/

ہم تو کچھ دیر ہنس بھی لیتے ہیں
دل ہمیشہ اداس رہتا ہے

اب بجز تیری یاد کے اے دوست
اس خرابے میں کون آتا ہے

پیسہ ہاتھوں کی میل ہے بابا
زندگی چار دن کا میلہ ہے

کوئی مطلب ضرور ہوگا میاں
یوں کوئی کب کسی سے ملتا ہے

تم اگر مل بھی جاؤ تو بھی ہمیں
حشر تک انتظار کرنا ہے

☆☆☆☆

آج دریا، چڑھا چڑھا سا ہے
کوئی ہم سے خفا خفا سا ہے

جسم جیسے بھرا بھرا ساغر
گفتگو میں نشہ نشہ سا ہے

ناک نقشہ بس آپ ہی جیسا،
نام بھی کچھ بھلا بھلا سا ہے

www.HallaGulla.com Virtual Home for Real People

شہر یادوں کا اک بسایا تھا
اب نشاں بھی مٹا مٹا سا ہے

دل سے اک روشنی جہاں میں تھی
یہ دیا بھی بجھا بجھا سا ہے

باغ ہے ایک پھول لاکھوں ہیں
رنگ سب کا جدا جدا سا ہے

شبنمی آگ بھی جلاتی ہے
پھول کا دل جلا جلا سا ہے

کس کو فرصت کہ اک نظر دیکھے
بدرؔ، تنہا بجھا بجھا سا ہے

☆☆☆☆

پھول برسے کہیں شبنم کہیں گوہر برسے
اور اس دل کی طرف برسے تو پتھر برسے

بارشیں چھت پہ کھلی جگہوں پہ ہوتی ہیں مگر
غم وہ ساون ہے جو ان کمروں کے اندر برسے

کون کہتا ہے کہ رنگوں کے فرشتے اُتریں
کُچھ بھی برسے مگر اس بار تو گھر گھر برسے

http://www.hallagulla.com/urdu/

ہم سے مجبور کا غصہ بھی عجب بادل ہے
اپنے ہی دل سے اُٹھے اپنے ہی دل پر برسے

☆☆☆☆

اگر تلاش کروں کوئی مل ہی جائے گا
مگر کون تمہاری طرح مُجھ کو چاہے گا

تمہیں ضرور کوئی چاہتوں سے دیکھے گا
مگر وہ آنکھیں ہماری کہاں سے لائے گا

نہ جانے کب تیرے دل پر نئی دستک ہو
مکاں خالی ہوا ہے تو کوئی آئے گا

میں اپنی راہ میں دیوار بن کے بیٹھا ہوں
اگر وہ آیا تو کس راستے سے آئے گا

تمہارے ساتھ یہ موسم فرشتوں جیسا ہے
تمہارے بعد یہ موسم بہت ستائے گا

☆☆☆☆

خواہشیں، جیسے افریقہ کی بیٹیاں، جنگِ آزادی میں سر سے باندھے کفن
حلقہ نور میں آگے بڑھتے ہُوئے دُھوپ کو چھیڑتے آبنوسی بدن

ان ہواؤں سے موسم ندلنے لگا دُھوپ میں پیار کی نرم چمکار ہے
پھر کبوتر کے جوڑوں کے دل میں چُھبی تنکے چُن چُن کے لانے کی فطری چُھبن

شہر و صحرا کی تقسیم ممکن نہیں، ایک قوت ہے جس کے بہت روپ ہیں
ان پہاڑوں میں بھی پیار کا ظلم ہے، ان مشینوں میں بھی ظلم کا پیار پن

مرنے والے مصور کے تکیے تلے ایک کاغذ ملا جس پہ یہ درج تھا
روشنی کے لباسوں سے لپٹا ہوا، آئینہ خانے میں کو شبوؤں کا بدن

اُونچے گرجا گھروں میں گھرے نوجواں، راہبوں کے دلوں میں دبی خواہشیں
جیسے بیروت کی ساحلی ریت پر، دُھوپ کھاتی ہوئی لڑکیوں کے بدن

☆☆☆☆

کہیں چاند راہوں میں کھو گیا کہیں چاندنی بھی بھٹک گئی
میں چراغ وہ بھی بُجھا ہوا میری رات کیسے چمک گئی

مری داستان کا عروج تھا تری نرم پلکوں کی چھاؤں میں
مرے ساتھ تھا تجھے جاگنا تری آنکھ کیسے جھپک گئی

بھلا ہم ملے بھی تو کیا ملے وہی دوریاں وہی فاصلے
نہ کبھی ہمارے قدم بڑھے نہ کبھی تمہاری جھجک گئی

ترے ہاتھ سے مرے ہونٹ تک وہی انتظار کی پیاس ہے
مرے نام کی جو شراب تھی کہیں راستے میں چھلک گئی

تجھے بھول جانے کی کوششیں کبھی کامیاب نہ ہو سکیں
تری یاد شاخِ گلاب ہے جو ہوا چلی تو لچک گئی

☆☆☆☆

مری زندگی بھی مری نہیں یہ ہزار خانوں میں بٹ گئی
مجھے ایک مٹھی زمین دے، یہ امین کتنی سمٹ گئی ہے

تری یاد آئے تو چُپ رہوں ذرا چُپ رہوں تو غزل کہوں
یہ عجیب آگ کی بیل تھی مرے تن بدن سے لپٹ گئی

مُجھے لکھنے والا لکھے بھی کیا، مُجھے پڑھنے والا پڑھے بھی تو کیا
جہاں میرا نام لکھا گیا وہیں روشنائی اُلٹ گئی

نہ کوئی خوشی نہ ملال ہے کہ سبھی کا ایک سا حال ہے
ترے سکھ کے دن بھی گذر گئے مری غم کی رات بھی کٹ گئی

مری بند پلکوں پر ٹوٹ کر کوئی پُھول رات بکھر گیا
مُجھے سسکیوں نے جگا دیا میری کچی نیند اُچٹ گئی

☆☆☆☆

پکے گیہوں کی خوشبو چیختی ہے
بدن اپنا سنہرا ہو چکا ہے

ہماری شاخ کا نوخیز پتہ
ہوا کے ہونٹ اکثر چومتا ہے

اندھیری رات کا تنہا مُسافر
میری پلکوں پہ اَب سہما ہوا ہے

سمیٹو اور سینے میں چھپا لو

یہ سناٹا بہت پھیلا ہوا ہے

حقیقت سُرخ مچھلی جانتی ہے

سمندر کتنا بوڑھا دیوتا ہے

مُجھے ان نیلی آنکھوں نے بتایا

تمہارا پانی پہ لکھا ہے

☆☆☆☆

اب تیرے میرے بیچ ذرا فاصلہ بھی ہو

ہم لوگ جب ملیں تو کوئی دوسرا بھی ہو

تو جانتا نہیں مری چاہت عجیب ہے

مجھ کو منا رہا کبھی خود خفا بھی ہو

تو بے وفا نہیں ہے مگر بے وفائی کر

اس کی نظر میں رہنے کا کچھ سلسلہ بھی ہو

پت جھڑ کے ٹوٹتے ہوئے پتوں کے ساتھ ساتھ

موسم کبھی تو بدلے گا یہ آسرا بھی ہو

چُپ چاپ اس کو بیٹھ کے دیکھوں تمام رات

جاگا ہوا بھی ہو کوئی سویا ہوا بھی ہو

اس کے لئے تو میں نے یہاں تک دُعائیں کیں
میری طرح سے اُسے کوئی چاہتا بھی ہو

☆☆☆☆

وہی تاج ہے وہی تخت ہے وہی زہر ہے وہی جام ہے
یہ وہی خُدا کی زمین ہے یہ وہی بتوں کا نظام ہے

بڑے شوق سے مرے گھر جلا، کوئی آنچ تجھ پہ نہ آئے گی
یہ زباں کسی نے خرید لی، یہ قلم کسی کا غلام ہے

یہاں ایک بچے کے خون سے لکھا ہوا ہے اسے پڑھیں
ترا کیرتن ابھی پاپ ہے ابھی میرا سجدہ حرام ہے

میں یہ مانتا ہوں مرے دیئے تری آندھیوں نے بجھا دیئے
مگر ایک جگنو ہواؤں میں ابھی روشنی کا امام ہے

مرے فکر و فن تری انجمن، نہ عروج ہے نہ زوال ہے
مرے لب پہ تیرا ہی نام تھا مرے لب پہ تیرا ہی نام ہے

☆☆☆☆

کبھی تو شام ڈھلے اپنے گھر گئے ہوتے
کسی کی آنکھ میں رہ کر سنور گئے ہوتے

سنگار دان میں رہتے ہو آئینے کی طرح
کسی کے ہاتھ سے گر کر بکھر گئے ہوتے

غزل نے بہتے ہوئے پھول چن لئے ورنہ
غموں میں ڈوب کر ہم مر گئے ہوتے

عجیب رات تھی کل تم بھی آ کر لوٹ گئے
جب آ گئے تھے تو پل بھر ٹھہر گئے ہوتے

بہت دنوں سے ہے دل اپنا خالی خالی سا
خوشی نہیں تو اُداسی سے بھر گئے ہوتے

☆☆☆☆

کہیں پلکیں اوس سے دھو گئی کہیں دل کو پھولوں سے بھر گئی
تری یاد سولہ سنگار ہے جسے چھو دیا وہ سنور گئی

میں سنہرے پتوں کا پیڑ ہوں، میں خزاں کا حسن و وقار ہوں
مرے بال چاندی کے ہو گئے مرے سر پہ دھوپ ٹھہر گئی

مرا شاعرانہ سا خواب بھی جسے لوگ کہتے ہیں زندگی
انہیں ناخداؤں کے خوف سے وہ چڑھی ندی میں اُتر گئی

تری آرزو تری جستجو میں بھٹک رہا تھا گلی گلی
مری داستاں تری زلف ہے جو بکھر بکھر کے سنور گئی

اُنہیں دو گھروں کے قریب ہی کہیں آگ لے کے ہوا بھی تھی
نہ کبھی تمہاری نظر گئی نہ کبھی ہماری نظر گئی

نہ غموں کا میرے حساب لے نہ غموں کا اپنے حساب دے
وہ عجیب رات تھی کیا کہیں جو زندگی گذر گئی سو گذر گئی

☆☆☆☆

محفل میکشاں کوچہ دلبراں
ہر جگہ ہو لئے اب چلیں دل کہاں

مصلحت چاہتی ہے منزل ملے
اور دل ڈھونڈ رہا ہے کوئی کارواں

تذکرہ کوئی ہو، ذکر تر ارہا
اوّل آخرش، درمیاں درمیاں

رات یوں دل پھر تم نے آواز دی
جیسے صحراہ کی مسجد میں شب کی اذاں

گرد آلود چہرے پہ حیرت نہ کر
دشت در دشت گھومی ہے عمر رواں

بدؔر صاحب اِدھر کا رُخ کیجئے
دِلی، لاہور ہیں شہرِ جادوگراں

☆☆☆☆

پہلا سا وہ زور نہیں ہے میرے دکھ کی صداؤں میں
شاید پانی نہیں رہا ہے اب پیاسے دریاؤں

جس بادل کی آس میں جوڑے کھول لئے ہیں سہاگن نے
وہ پربت سے سر ٹکرا کر برس چکا صحراؤں میں

جانے کب تڑپے اور چمکے سونی رات کو پھر ڈس جائے
مجھ کو ایک روپہلی ناگن بیٹھی ملی ہے گھٹاؤں میں

پتہ تو آخر پتہ تھا گنجان گھنے درختوں نے
زمین کو تنہا چھوڑ دیا اتنی تیز ہواؤں میں

دن بھر دُھوپ کی طرح سے ہم چھائے رہتے ہیں دُنیا پر
رات ہوئی تو سمٹ کے آجاتے ہیں دل کی گپھاؤں میں

کھڑے ہوئے جو ساحل پر تو دم میں پلکیں گیئں
شاید آنسو چھپے ہوئے ہوں صبح کی نرم ہواؤں میں

☆☆☆☆

رات کی راہ میں تاروں کی کماں روشن ہے
چاند میں کون ہے یہ کس کا مکاں روشن ہے

جس کو دیکھو مرے ماتھے کی طرف دیکھے ہے
درد ہوتا ہے کہاں اور کہاں روشن ہے

یاد جب گھر کی آتی ہے تو لگتا ہے
رات کی راہ میں شیشے کا مکاں روشن ہے

چاند جس آگ میں جلتا ہے اُسی شعلے سے
برف کی وادی میں کہرے کا دُھواں روشن ہے

جیسے دریاؤں میں خاموش چراغوں کا سفر
ایسا نس نس میں مرے درد رِواں روشن ہے

صبح سے ڈھونڈ رہے تھے کہ کہاں سے سورج
اب نظر آئے ہو تو سارا جہاں روشن ہے

☆☆☆☆

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

www.HallaGulla.com
Virtual Home
for Real People